حضرت مخدوم نوح سرور ہالائیؒ

ڈاکٹر ونار اسندی

شمس العارفین غوث الحق حضرت مخدوم نوح صدیقی سرور ہالائی علیہ الرحمۃ والرضوان برصغیر پاک و ہند کے ان اولیاءِ عظام اور علمائے کرام میں سے تھے جن کی ذات بابرکات کی بدولت سرزمین سندھ میں تجلیاتِ الٰہی، انوارِ محمدیؐ کی ضیاپاشی ہوتی رہی، اسلامی تہذیب و تمدن کی کرنیں پھوٹیں اور جن کی رشد و ہدایت، کشف و کرامت، روحانی انداز، علوم و فیوض کا سرچشمہ گزشتہ پانچ صدیوں سے تاحال جاری ہے۔

آپ کا اصل نام لطف اللہ، کنیت مخدوم نوح ہے۔ ذوقِ عقیدت میں آپ کو غوث الحق قطب الاقطاب، غوث زمان، ولی الولایہ سرتاج الاولیاء، شمس الشریعت اور مخدوم معظم جیسے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ قریشی صدیقی تھے آپ کا سلسلہ نسب خلیفۃ الرسولؐ صاحب غار و ہجرت، مصاحب مدفن، امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے

استاد الاساتذہ علامۂ دوران فخر محدثین حضرت ابو سعید غلام مصطفیٰ قاسمی اپنے بصیرت افروز "مقدمہ" زیر عنوان" احوال و آثار مترجم قرآنؒ" میں تحفۃ المریدین (سندھی منظوم) کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

" مخدوم نوح کامل مکمل مرشد الزماں، قطب دوراں، وسیلۃ الغرباء غوث الحق

بن مخدوم نعمت اللہ بن اسحٰق بن شیخ شہاب الدین صغیر بن شیخ سرور بن شیخ فخر الدین صغیر بن شیخ عزالدین شیخ فخر الدین کبیر بن شیخ ابوبکر بن شیخ اسمٰعیل بن شیخ عبداللہ بن شیخ نصرالدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ خیرالدین بن وحیدالدین بن ابی عاصم بن محمد این ہر سہ نام ہر ایک وحیدالدین بن ابی عاصم بن محمد از کتاب سکینۃ الروح تالیف مخدوم غلام حیدر اضافہ باشد۔ علامہ قاسمی) بن شیخ ابوالقاسم بن شیخ شہاب الدین کبیر بن شیخ وحیدالدین بن شیخ مسعود بن ابوالقاسم بن محمد بن عبدالرحمٰن واین را محمد عبدالرحمٰن نیز گفتندی و نیز بنام عمر موسوم می کردند۔

ماگوئیم کہ این حضرت عبداللہ پسر حضرت ابوبکر صدیق نیست بلکہ پسر قاسم بن محمد باشد و ہمشیرہ او ام زدہ بود کہ درحبالہ نکاح محمد (باقر) بن علی (زین العابدین) بن حسین (امام) بن سیدنا علی بن ابی طالب آمدہ واز او جعفر (صادق) پیدا شد۔ پس مخدوم معظم از اولاد محمد بن ابوبکر صدیق باشد[۱]"

علامہ قاسمی تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مخدوم کے آباؤ اجداد عرب فوج کے ہمراہ سندھ تشریف لائے اور کوٹ کروڑ[۳] میں سکونت اختیار کی۔ ان میں سب سے پہلے جس بزرگ نے کوٹ کروڑ کی سکونت ترک کرکے بوبک[۴] کو اپنا مسکن بنایا وہ مخدوم فخر الدین کبیر تھے۔ یہ بزرگ علوم ظاہر و باطنی سے آراستہ تھے انھوں نے بوبک میں وفات پائی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ سیہون شریف میں حضرت محمد مخدوم عثمان مروندی[۵] معروف بہ لعل قلندر شہباز کے مزار کے قریب مدفون ہوئے[۶] واللہ اعلم بالصواب"۔

مخدوم فخر الدین کبیر شیخ ابوبکر کتابی کے فرزند تھے۔ مخدوم فخر الدین کبیر کے پوتے مخدوم فخر الدین صغیر سیر و سیاحت کی غرض سے ہالاکنڈی[۷] (ہالاقدیم) تشریف لائے۔ اہل ہالا مخدوم فخر الدین صغیر کے روحانی کمالات و کرامات سے بہت متاثر ہوئے۔ ہالا والوں کی درخواست پر مخدوم فخر الدین صغیر ہالا میں بس گئے اور وہیں وفات پائی حضرت مخدوم نوح ہالائی کا خاندان اسی زمانہ سے ہالا میں آباد ہے حضرت مخدوم نوح کی جہاں مستقل سکونت تھی وہ قریہ توڑی (ٹوڑی) کے نام سے موسوم تھا

جو بعد میں ہالا پرانا مشہور ہوا تھا۔

حضرت مخدوم لطف اللہ نوح ابن مخدوم نعمت اللہ کی ولادت باسعادت بوقت شب جمعۃ الوداع ۲۷ رمضان المبارک ۹۱۱ھ / ۲۱ فروری ۱۵۰۶ء کو ہالا سندھ میں ہوئی

آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا پھر متداولہ کی تحصیل فرمائی۔ تذکروں میں آپ کے ایک استاذ کا ذکر ملتا ہے۔ وہ ہیں بزرگِ کامل، استاد اکمل حضرت مخدوم عربی معروف بہ شاہ دنو جن سے حضرت مخدوم نوح نے قرآن و حدیث، فقہ و تجوید کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ حضرت شاہ دنو عظیم سونی شاعر حضرت شاہ لطیف بھٹائی کے نانا تھے۔ اپنے وقت کے خوش الحان قاری علم تجوید کے استاد اور فقیہہ یکتائے عصر تھے۔

حضرت مخدوم نوح نے علوم دینی و باطنی میں اعلیٰ مرتبہ عالم کل قادر مطلق خالق و مسجود جہاں کی غیبی اعانت سے حاصل کیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو وہب ربانی و فیض سبحانی کی بدولت سرور کائنات، رحمت اللعالمین، فخر موجودات، ہادیِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے واسطے سے چار چیزیں ودیعت ہوئی تھیں۔

۱۔ ذکرِ الٰہی کی تلقین ۲۔ علمِ تفسیرِ قرآن حکیم

۳۔ شرحِ علم حدیث ۴۔ علمِ تعبیرِ خواب

سلسلہ نقشبندیہ کے عظیم المرتبت بزرگ، بلند پایہ عالم دین اور جلیل القدر مبلغِ اسلام ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان اپنے ایک مقالے میں لکھتے ہیں:

"تلقینِ ذکر کے سلسلے میں آپ طریقہ سہروردیہ کے مطابق افضل الذکر، لا الٰہ الا محمد رسول اللہ کی مزاولت فرمایا کرتے تھے اور آپ نے بیعت کے لیے چار چیزیں ضروری قرار دی تھیں"۔

۱۔ اتباعِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ مقلواتِ قداوندی پر کامل یقین

۳۔ تفہیمِ تفسیر ۴۔ نمازِ با جماعت

حضرت مخدوم نوح ہالائی سلوک و تصوف میں سلاسلِ اویسیہ و سہروردیہ سے منسلک تھے۔ آپ کا طریقہ "ڈھن اللہ" تھا تفصیلات آگے کے صفحات میں پیش کی جائیں گی۔

آپ کسی کے مرید نہ تھے۔ سندھ و بیرونِ سندھ آپ کے مریدوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ آپ نے بے شمار گمراہ بندگانِ خدا کو مشرف بہ اسلام کیا۔ ان کے تاریک دلوں کو چراغِ توحید و شمعِ رسالت کی روشنی سے منور کیا آپ کے مریدوں عقیدت مندوں میں ہر مذہب و ملت، ہر فکر و خیال کے لوگ، حاکمانِ وقت، امراء و غرباء، علما و فضلا سب ہی شامل تھے۔ آپ کا سرچشمۂ علم و فیض سب کے لیے یکساں جاری تھا آپ اپنے مریدوں کو یار کہتے تھے۔ اس کی وجہِ تسمیہ یہ بتاتے تھے:

"چونکہ حضرت نبی کریمؐ کے صحابی یار کہلاتے تھے۔ اس لیے پیروی سنت میں اپنے مریدوں کو یار کہتا ہوں"۔

حضرت علامہ غلام مصطفےٰ قاسمی نے مقدمہ فارسی ترجمہ قرآن (ص ۲۸) آپ کے جن خلفائے سلوک کے نام تحریر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں:

سید ابوبکر لکعلوی، درویش عمر، درویش عثمان۔ بہاؤالدین (دلق پوش)، شاہ خیرالدین جیلانی سکھر، مخدوم ساھڑ، حاجی نعمت اللہ چشتی پنجابی، (مصاحب ولی وقت عیسیٰ حمد اللہ سندھی)، میرن کاتیار، فقیر یونس تارکی، اور شاہ عبدالکریم بلڑی والے[۱۲]۔ ان کے علاوہ بھی کچھ خلفاء اور مریدین ہیں جن کا تذکرہ اعجازالحق قدوسی نے "تذکرہ صوفیائے سندھ" دلیل الذاکرین کے حوالے سے کیا ہے۔

حضرت مخدوم نوح صدیقی اویسی سہروردی سندھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے برگزیدہ بندے، نبی آخر الزماں حضرت محمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق تھے آپ اویسی طریقت کے واسطے سے سلسلۂ سہروردیہ کے زبردست مبلغ، ولیِ کامل عارف باللہ ہی نہیں تھے بلکہ بلند پایہ عالمِ دین، مفسرِ قرآن اور مفکرِ اسلام بھی تھے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے مریدوں، عقیدت مندوں، ارادت مندوں اور اللہ کے دیگر بندوں کو قرآن و حدیث پڑھنے اور سمجھنے، اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات و ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ خود عملی زندگی گزارنے، خلقِ خدا کو زیادہ سے زیادہ فیض پہنچانے، ماحول و معاشرے کی اصلاح و تطہیر، انسانوں کی فلاح و بہبود کی خاطر علم و فکر کے مشن کو آخری دم تک جاری رکھا۔ آپ کی زندگی سراپا علم و عمل اور فکر و

ذکر سے عبارت ہے ۔

وہ علوم ظاہری و باطنی جو عالم مطلق نے مخدوم معظم قدس سرہٗ کو ودیعت کی تھی ان میں معارف قرآنی ، آیات ربانی کی تفسیر اور احادیث نبوی کے شرح کو خصوصی اہمیت حاصل ہے حضرت مخدوم اوائل عمر سے علوم دینیہ میں غیر معمولی درک رکھتے تھے ۔ اللہ نے آپ کو اس علم و فن میں بے پناہ ادراک عطا کیا تھا ۔ سندھ اور بیرون سندھ کے لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے اور آپ کے دامنِ فیض سے علم و عرفان ، حقیقت و معرفت کے پھولوں کا گلدستہ لے کر اٹھتے تھے ۔ آپ ایک ایک آیت کی تفسیر کئی کئی انداز سے بیان فرماتے یہاں اس کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے ، قرآن مجید کے تیس پاروں میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں ۔ ہر سورت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع ہوتی ہے ۔ مخدوم معظم نے فارسی میں قرآن حکیم کا جو مکمل ترجمہ کیا ہے اس میں ہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ترجمہ ۱۱۴ انداز میں کیا ہے یہ ترجمہ مع تفسیر و مقدمہ سندھی ادبی بورڈ جام شورو کے زیر اہتمام چھپ چکا ہے ۔ قرآن شریف کے اسرار و رموز حکمتِ الٰہی کے نکات مختلف الفاظ اور مختلف پیرائے میں بیان کرتے جاتے تھے ساتھ ہی حوالے بھی دیتے جاتے تھے ۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر سورۂ فاتحہ کی تفسیر و تشریح کی جائے تو وہ عمر بھر ختم نہیں ہو سکتی ۔ حضرت مخدوم معظم کے کمالاتِ علمی و عرفانِ معارف قرآنی کے بڑے بڑے علمائے وقت قائل تھے ۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے پوری علمیت اور استغراق کے ساتھ قرآن مجید کا مکمل ترجمہ فارسی میں کیا ہے ۔ تمام آیات و کلمات کی تفسیر بھی فرمائی ۔ یہ ترجمہ مع تفسیر برصغیر پاک و ہند میں قرآن حکیم کا پہلا مکمل فارسی ترجمہ ہے ۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دوسرے اکابر علماء و فضلا کی تفاسیر اور تراجم بعد کے ہیں اس سے پہلے فارسی یا اردو میں جو بھی ترجمہ ہوا ہے وہ جستہ جستہ کسی سورۂ یا چند سورتوں یا مختلف آیات کا ہوتا رہا ۔

سندھ کے نامور عالم دین ، مفسرِ قرآن ، محدثِ وقت فقیہِ دوراں ، استاد الاساتذہ پروفیسر علامہ ابوسعید غلام مصطفیٰ قاسمی سابق چیئرمین سندھی ادبی بورڈ نے حضرت مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ کے مملوکہ پنج صد سالہ قدیم و خستہ مخطوطہ کی جانچ پڑتال کی ۔ شب و روز کی عرق ریزی ،

محنتِ شاقہ سے اس کو درست کیا، حواشی لکھے، مبسوط ومفصّل مقدمہ تحریر فرمایا۔ یہ مقدمہ اس قدر بسیط، جامع، مدلل، پُرمغز، تواریخ وتذکروں کے حوالوں سے آراستہ ہے کہ اپنی افادیت کے اعتبار سے حضرت مخدوم نوح کی ترجمہ وتفسیر کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ حضرت مخدوم جیسے عظیم المرتبت عارف صوفی، مفسر، مفکر، محدث، معلم اخلاق اور مبلغِ دین کے کمالات کے اہم پہلو بطریقِ احسن اجاگر ہوتے ہیں۔ علامہ قاسمی نے اپنے مقدمہ میں نزولِ قرآن، قرآن کی تدوین، اس کی نشر واشاعت کا بتدریج ارتقاء، عربی فارسی کے اصل مآخذ کی تفصیلات پیش کی ہیں۔ عرب وعجم کے علاوہ برصغیر سمیت ساری دنیا میں قرآن مجید کے تراجم وتفسیر کی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے علاوہ ازیں حضرتؒ مخدوم معظم کے کمالاتِ علمی وعرفانِ معارف کا بصیرت افروز جائزہ بھی لیا ہے۔ تاریخی حوالہ جات عربی کے اصل مآخذات اور آیات قرآن کے حوالوں سے علامہ قاسمی نے اپنے مقدمہ کو بے حد معلوماتی، اثر انگیز اور مفید مقالے کی سی حیثیت دے دی ہے۔

مقالے کے آخر میں تفسیر قرآن شریف کے فوائد بیان کیے ہیں جو نہایت فاضلانہ ہیں جس کا مطالعہ افادیت سے خالی نہیں ہے۔ غرض یہ کہ علامہ قاسمی کا یہ مقدمہ علومِ قرآنی واحادیثِ نبوی پر ان کی گہری نظر، عربی وفارسی زبان وادب پر کامل دسترس کی زندہ شہادت ہے۔ علامہ قاسمی بلاشبہ فنِ تجوید تفسیر وترجمہ میں یکتائے عصر اور علومِ اسلامی پر سندِ آخر کا درجہ رکھتے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اس دورِ کم علمی اور زر پرستی میں سندھ علامہ قاسمی جیسی برگزیدہ علمی ودینی ہستی پر جس قدر بھی ناز کرے وہ بجا اور مناسب ہے۔

علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی کی صدر نشینی کے زمانے میں ان ہی کے زیر نگرانی سندھ کے مشہور قومی، علمی، ادبی، ثقافتی ادارہ سندھی ادبی بورڈ نے ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء میں حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی کے اس ترجمہ فارسی القرآن الحکیم کی نہایت اہتمام والتزام سے اشاعت کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت مخدوم نوح ہالائی بقول اعجاز الحق قدوسی تصنیف وتالیف سے گریز فرماتے تھے کبھی کبھی فرمایا کرتے کہ میرے مریدین مستقل تصوف کی کتاب ہیں . . . . حضرت مخدوم کے ملفوظات دلیل الذاکرین میں بڑی کثرت سے نقل کیے گئے ہیں۔ جو اثر وتاثیر، حکمت وموعظت اور فصاحت

وبلاغت کے اعتبار سے بے نظیر ہیں[۱۳]۔ حضرت مخدوم نوح کے زمانے میں دیارِ سندھ میں سندھی کے علاوہ فارسی زبان کا رواج بھی عام تھا۔ آپ کے ملفوظات، مقولات، مکتوبات، ارشادات کا علمی ذخیرہ فارسی زبان میں ہے۔ آپ کے بے شمار کمالات وکرامات کے تذکروں سے صحائف تواریخ واذکار مملو ہیں۔ یہ تمام ذخائر و نوادرات، علمی و فکری مخطوطات و دستاویزات کی شکل میں حضرت نوح سرورؒ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت طالب المولیٰ کے نجی کتب خانہ کے علاوہ سندھ یونیورسٹی اور سندھی ادبی بورڈ کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ امورِ مملکت میں ان کی حکمت عملی امور سیاست میں ان کا ادراک عدیم المثال اور اس درجہ مشہور تھا کہ ہندو سندھ کے حاکمان وقت سیاسی ملکی معاملات میں ہدایات حاصل کرتے اور ان پر عمل کر کے کامرانی و نیکنامی سے ہمکنار ہوتے۔

حضرت مخدوم نوحؒ نے سندھ میں ارغونوں کا آفتابِ حکومت غروب اور ترخانیوں کے دورِ اقتدار کا سورج طلوع ہوتے دیکھا[۱۴]۔ تاریخ ہند کا یہ عہد خاندانِ مغلیہ کے تین بادشاہوں پر محیط تھا۔ مخدوم کے اوائل عمر کا زمانہ سارے ہندوستان میں سیاسی انتشار، اقتصادی بحران اور جنگ وجدل کا زمانہ تھا۔ اس عہد میں برصغیر میں کوئی مرکزی حکومت نہ تھی۔ صوبوں کی الگ الگ حکمرانیاں تھیں پانی پت کی پہلی جنگ ۱۵۲۶ء میں ابراہیم لودھی کی شکست کے بعد ظہیر الدین بابر نے سلطنت مغلیہ کی بنیاد رکھی اور پورا ہندوستان ایک بادشاہ کے زیرنگیں آگیا۔ بابر کی وفات کے بعد اس کے فرزند ناصر الدین ہمایوں (۱۵۳۰ء - ۱۵۵۶ء) اور پوتے جلال الدین اکبر (۱۵۵۶-۱۶۰۵ء) تخت دہلی پر متمکن رہے حضرت مخدوم نوحؒ کی حیات وخدمات اور کمالات کے مطالعہ کے لیے ان تاریخی واقعات کی روشنی میں سندھ کی معاشرتی، سیاسی اور تمدنی و تہذیبی عوامل و تناظر کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

حضرت مخدوم نوح بالائی ستاسی سال کی عمر میں بوقت صبح[۱۵] بروز پنجشنبہ بتاریخ ۲۷ ذی قعدہ ۹۹۸ھ مطابق ۱۵۹۰ء کو اپنے ربِ حقیقی سے جاملے۔ سید عبدالقادر بن سید محمد ہاشم ٹھٹھوی نے "شیخی بنوح بود" (۹۹۸) سے تاریخ رحلت نکالی۔ ملا قاسم نے طویل نظم لکھی جو دلیل الذاکرین میں موجود ہے یہاں چند اشعار نقل کیے جاتے ہیں۔

غرق دریا شہادت محو مطلق بس بداں
پاک از آلاء قساوت نوح مخدوم انس وجاں
طالباں اوکہ از احصاء وحصر آمد فزوں
چوں ستارہ ہر یکے زانیشاں منارہ در جہاں
ہاں ولایت ختم شد برافتخار اہلِ فخر
چوں نبوت ختم شد بر مفخر آخر زماں
سال نوت آں غوث حق برسیدشد چوں از خرد
از سر حسرت فغاں برداشت آنکہ گفت یاں
آں سنہ نہ صد دہشتا دہشرده وقت صبح
بیست ہفتم در شب پنجشنبہ ذی قعدہ دال ۹۹۸ھ

حضرت مخدوم نوح علیہ الرحمۃ والرضوان ہالاکنڈی (ہالاقدیم) میں پیوست رحمت ہوئے بارہ سال بعد جب پرانا ہالا میں طوفانی سیلاب آیا تو آپ کے جسد خاکی کو وہاں سے نکال کر قریہ اسلام آباد میں دوبارہ دفن کیا گیا۔ یہی اسلام آباد ہالا نو (نیا ہالا) کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت مخدوم نوح کا مقبرہ آپ کے پوتے سجادہ نشین مخدوم محمد زمان اول نے ۱۲۰۵ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ اس کے جنوب میں پانچویں سجادہ نشین حضرت مخدوم میر محمد اول آسودہ ہیں ۱۲۱۰ھ میں مزار پرانوار کی شاندار تعمیر اور احاطہ کی پرشکوہ توسیع فرماں روائے سندھ میر فتح علی خان کے جذبہ عقیدت کا مظہر ہے۔ حضرت مخدوم نوح کے مزار مقدس کے شمال میں ایک عظیم الشان مسجد ہے جس کی تعمیر کی سعادت ۱۲۲۲ھ میں والیِ سندھ میر کرم علی خان برادر میر فتح علی خان نے حاصل کی۔ موجودہ سجادہ نشینی کا شرف سروری جماعت کے پیشوا، نامور شاعر، دانشور اور قومی رہنما حضرت مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ ساکن ہالا کو حاصل ہے۔ ہالا کا یہ مقام بنی نوع انسان کے لیے اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے اور ہر خاص و عام کی توجہ کا مرکز رہا ہے کہ یہ صدیوں سے علم وعرفان، تصوف ومعرفت اور اسلامی تہذیب وثقافت کا گہوارہ رہا ہے۔ پانچ سو سال گزرنے کے بعد بھی حضرت مخدوم نوح ہالائی قدس سرہٗ کی درگاہِ مبارک

مرجع خلائق و مینارۂ نور ہے۔

این چراغے ست کہ از پرتو نورش درسند
ہر کجا ئی نگرم انجمنے ساختہ اند

حواشی

لے القرآن الحکیم، فارسی ترجمہ غوث الحق حضرت مخدوم نوح سرور ہالائی سندھی تقدیم، تحشیہ و تصحیح (در زبانِ فارسی) علامہ غلام مصطفیٰ قاسمی، ناشر سندھی ادبی بورڈ جام شورو حیدرآباد سندھ ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

لے ایضاً ص ۱۸، ۱۹۔

۳ے شیخ الاسلام شیخ بہاؤالدین ملتانیؒ بھی ۲۷ رمضان المبارک ۵۶۶ھ کو کوٹ کروڑ میں پیدا ہوئے تھے۔ (اولیائے ملتان ص ۱۲۹) کوٹ کروڑ (کوٹ کروڑ) ڈیرہ غازی خان کے قریب ہے اگرچہ یہ علاقہ پنجاب میں ہے لیکن اُس زمانے میں ملتان کی طرح یہ بھی سندھ کا ایک حصہ تھا۔ اور ملتان اُس عہد میں سندھ کا دارالسلطنت تھا۔ (مقدمہ فارسی علامہ قاسمی مشمولہ ترجمہ قرآن مخدوم نوح ص ۲۰)۔

کوٹ کروڑ نام کی وجہ تسمیہ: کوٹ کروڑ کو کروڑ لعل عیسیٰ (قتال) کہتے ہیں۔ اور ضلع مظفر گڑھ میں سندھ کے کنارے واقع ہے خلاصۃ العارفین میں ہے کہ اس کا قدیم نام والئی ملک کے نام پر دیپالپور تھا مگر جب سلطان محمود غزنوی نے اسے فتح کر لیا تو شیخ حسین نے اس جگہ سورۂ مزمل ایک کروڑ بار ورد کی جس کی وجہ سے اس کا نام کوٹ کروڑ پڑ گیا شیخ حسین اس وقت کوٹ کروڑ کا حاکم تھا (ارض ملتان، از شیخ اکرام الحق، مطبوعہ: وفاق پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۶۲)۔

ہے بوبک ضلع دادو سندھ کا ایک قصبہ ہے۔

۵ے لعل شہباز قلندر کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو مہران نقش، مصنفہ، ڈاکٹر وفا راشدی ناشر مکتبہ اشاعت اردو کراچی ۱۹۸۶ء۔ مقالات الشعراء، مصنفہ میر علی شیر قانع ص ۴۳۴۔

Sind and Its Races By Rechard F Burton Original Edition 1851/ Celine OX ford University Press Karachi 1975

۶ؔ مقدمہ فارسی علامہ قاسمی ترجمہ قرآن حضرت نوح ص ۲۰۔

۷ؔ ہالاکنڈی ضلع حیدرآباد کا ایک قصبہ ہے جو شہر حیدرآباد سے شمال کی جانب تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے شہر ہالا کے جنوب میں ایک قدیم قبرستان ہے وہیں حضرت مخدوم فخرالدین صغیر کا مقبرہ ہے اس قبرستان میں خانوادۂ مخدوم کے بعض دیگر افراد بھی آسودہ ہیں۔

۸ؔ مقدمہ فارسی ترجمہ قرآن حضرت نوح ص ۲۰۔ دلیل الذاکرین قلمی ص ۱۴۴۔

۹ؔ دلیل الایمان خطی ص ۱۹۰، ۱۹۱۔ بحوالہ مقدمہ فارسی ترجمہ قرآن مجید۔ ص ۲۲۔

۱۰ؔ مقالہ حضرت مخدوم نوح کا فارسی ترجمہ قرآن مجید، از ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان ص ۲۰ مشمولہ سہ ماہی در سلسلہ ع ۶ اپریل/جون۔

۱۱ؔ ملاحظہ ہو مقالہ سروری جماعت "جو ذھرُ اویس طویقو" از مخدوم محمد زمان طالب المولیٰ ص ۳۳ سہ ماہی مہران، جنوری تا مارچ ۱۹۹۰ء (زیر ادارت نفیس احمد شیخ) مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جام شورو " ذھر " سندھی لفظ ہے ایک قسم کا دعائیہ شعر ہے جو سندھ کے دو بڑے درویش غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی یا مخدوم نوح ہالائی اپنے مریدوں کے ساتھ پڑھتے تھے شاہ لطیف کے "رسالہ" میں ایک سر کا نام علاقہ "تھر" میں ریت کے ٹیلوں کے درمیان نشیبی وادی جہاں بارش کے پانی پر آبادی کا گزارہ ہو۔ (سندھی اردو لغت مرتبہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ/ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان ص ۵۰۷ مکتبہ سندھ یونیورسٹی حیدرآباد ۱۹۵۹ء)۔

۱۲ؔ شاہ عبدالکریم بلڑی والے (متوفی ۱۰۲۲ھ) سندھ کی ایک برگزیدہ دینی علمی وادبی شخصیت تھے بقول ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی " نہ صرف قدامت کے لحاظ سے شاہ کریم کا درجہ اعلیٰ وارفع ہے بلکہ ان کے کلام میں ادبی خوبیاں بھی کمال کے ساتھ نظر آتی ہیں اگر انھیں سندھ کا پہلا جدید شاعر قرار دیا جائے تو بجا ہوگا۔"

شاہ کریم حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی جیسے شہرہ آفاق صوفی شاعر کے جد امجد تھے۔

شاہ کریم کے گہرے اثرات سندھی ادب پر مرتب ہوئے۔ افکار شاہ لطیف پر ابھی اس کا پرتو موجود ہے شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ نے شاہ کریم کا کلام "رسالہ کریمی" کے نام سے مرتب کرکے ۱۹۰۴ء میں شائع کروایا تھا۔ شمس العلماء عزیز داؤد پوتہ نے شاہ کریم کے ابیات و فرمودات کا جو ناقدانہ تجزیہ کیا ہے وہ ۱۹۳۷ء میں بمبئی سے چھپا تھا۔ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی نے بھی "کریم جو کلام" کے نام سے اپنے مبسوط مقدمہ کے ساتھ ۱۹۶۳ء میں سکھر سے طبع کروایا۔

بیان العارفین شاہ کریم کے فارسی اقوال و ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے ان کے مرید محمد رضا نے ۱۰۳۸ھ میں مرتب کیا تھا۔ ۱۲۱۲ھ میں عبدالرحمن بن محمد ملوک کاٹھ بان بجنس ہنے "بیان العارفین" میں شاہ کریم کے ۹۲ ابیات اور قاضی قاضن سیوستانی (متوفی ۹۵۸ھ) کے سات ابیات ہیں۔ ڈاکٹر نجم الاسلام صدر شعبۂ اردو جامعہ سندھ نے بڑی محنت اور محبت سے ان ابیات کا اردو منظوم و منثور ترجمہ کیا ہے۔ یہ تراجم کتابی صورت میں "ابیاتِ شاہ کریم" کے نام سے انسٹی ٹیوٹ آف سندھالاجی سندھ یونیورسٹی جامشورو کے تحت ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۳؎ تذکرہ صوفیائے سندھ ص ۲۹۰، ۲۹۱۔

۱۴؎ حضرت مخدوم کے عہد سندھ و ہند کے سیاسی تناظر کے لیے ملاحظہ ہوں ترخان نامہ (فارسی) مصنفہ سید میر محمد بن سید جلال ٹھٹھوی تصحیح و حاشیہ پیر سید حسام الدین راشدی مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹ء۔ تاریخ سندھ حصہ دوم مصنفہ اعجاز الحق قدوسی مطبوعہ مرکزی اردو بورڈ لاہور ۱۹۷۴ء

A History of India By Ishwari Prasad, Allahabad 1936.

۱۵؎ اعجاز الحق قدوسی کے تذکرہ صوفیائے سندھ (ص ۲۹۶) میں وقت "شب" درج ہے جبکہ علامہ قاسمی نے اپنے مقالہ "احوال و آثار مترجم قرآن مخدوم نوحؒ" (ص ۲۹) مشمولہ فارسی ترجمہ القرآن الحکیم میں وقت صبح" تحریر فرمایا ہے راقم کے نزدیک یہ وقت درست ہے اس لیے کہ تذکرہ مشاہیر سندھ ص ۶ حصہ دوم میں بھی صبح کا وقت لکھا ہے

۱۶؎ حدیقۃ الاولیاء قلمی نسخہ (ص ۱۳۹) جامعہ سندھ جامشورو بحوالہ تذکرہ مشاہیر سندھ (سندھی) حصہ دوم ص ۶-۷ مولفہ مولانا دین محمد وفائی مطبوعہ سندھی ادبی بورڈ جامشورو ۱۹۵۵ء۔